سائنسی تحقیقات سے متأثر ہونا

مولانا محمد معاویہ سعدی استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

آج کل نماز، روزہ وغیرہ عبادات شرعیہ کے طبی اور سائنسی فوائد پر مشتمل مضامین بکثرت آتے رہتے ہیں، الحمدللہ یہ ہمارا اور ہر مؤمن کا عقیدہ ہے کہ اللہ ورسول کی طرف سے بندوں کو جو بھی حکم دیا گیا ہے اس میں ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح وبہبود مضمر ہے، اور اس حیثیت سے اگر دنیاوی اور اخروی دونوں طرح کے حاصل ہونے والے ممکنہ فوائد کو الگ الگ بیان بھی کر دیا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں، اور کسی غیر مسلم کو خود اسی کی زبان میں سمجھانے، محجوج کرنے، اور مطمئن کرنے کے لیے یہ طرز اختیار کیا جائے تو کسی حد تک مطلوب بھی ہے۔

البتہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کسی بھی عمل سے حاصل ہونے والے ممکنہ دنیاوی فوائد ایسی چیز ہیں جن کی اس عمل میں نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ جس کی قسمت میں ہوں گے اس کو خود بخود ہی حاصل ہوجائیں گے، لیکن جس عمل میں ان دنیاوی فوائد کے حصول کی نیت کر لی جائے وہ عمل آخرت کے اعتبار سے لائق اجر اور قابل ثواب نہیں رہ جاتا، قرآن کریم میں ہے: **"من كان يريد العاجلة عجلنا له فيما نشاء لمن نريد"**۔ اور: **"من كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وما له في الآخرة من نصيب"**۔ اسی لیے شریعت نے اعمال شرعیہ کے اصلا صرف اخروی مقاصد اور دینی فوائد بتلائے ہیں، مثلا: رضائے الٰہی، مغفرت، کفارہ سیئات، رفع درجات، حصول جنت، بعد جہنم، وغیرہ وغیرہ۔ دنیاوی منافع کہیں کہیں ضمنا آ گئے ہیں، مستقل طور پر نہیں۔

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل معتبر اور لائق اجر وثواب ہوتا ہے جو محض رضائے خداوندی کے حصول کے لیے، اور آخرت کے اجر وثواب کی نیت سے انجام دیا

جائے، اس لیے طبی اور سائنسی فوائد پڑھنے کے بعد اپنی نیت (اور ایمان) کا بھی جائزہ لیتے رہنے کی ضرورت ہے کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور آخرت کی کامیابی کے لیے انجام دیا گیا ہے، یا ان طبی اور سائنسی فوائد کے حصول کے لیے؟

اگر خدانخواستہ دوسری صورت ہے تو عمل تو ضائع ہوا ہی، بعض اوقات ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے، کیونکہ مطلوب "ایمان بالغیب" ہے، اور سائنسی تحقیق سے متاثر ہو کر عمل کرنا: یہ تو انسانی عقل، یا تجربے پر عمل کرنا ہوا، "ایمان بالغیب" کہاں رہ گیا؟

امید کہ بحیثیت مسلمان اور صاحب ایمان اس مسئلے کی حساسیت اور نزاکت کو سمجھا جائے گا، اور اس نکتے پر بطور خاص غور کیا جائے گا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس طریقے کو نہیں اختیار فرمایا؟!!